روایات کی روشنی میں جوان اور جوانی کی اہمیت

ڈاکٹر محمد لطیف مطہری[1]

خلاصہ :

قرآن کریم، پیغمبر اکرم (ص) اور ائمہ معصومین (ع) نے جوانی کو خدا کی سب سے قیمتی نعمتوں میں سے ایک اور انسانی زندگی کی سعادت کے عظیم اثاثوں میں سے ایک اثاثہ قرار دیا ہے۔قرآن کریم نے زندگی کے تین اہم ادوار کا ذکر کیا ہے جن کی خصوصیات کمزوری، طاقت اور ثانوی کمزوری ہیں، جو بچپن، جوانی اور بڑھاپا ہیں۔اسلامی نصوص میں جوانی کے بارے میں دو قسم کے معارف سودمند ہیں ۔ایک : وہ روایتیں جو جوانی کی اہمیت اور قدر کو بیان کرتی ہیں۔ دوسرا: وہ روایات جن میں جوانی کی توصیف اور نوجوانوں کی جسمانی، جذباتی اور روحانی خصوصیات وغیرہ بیان ہوئی ہیں۔ دین اسلام میں جوانی کا زمانہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے جس کا انسانی زندگی کے کسی دوسرے دور سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ غیر اسلامی افکار میں نوجوانوں اور جوانوں کی عجیب و غریب تصویر پیش کی گئی ہے وہ اسے فاسد، سرکش، عاصی، طغیان گر، باغی اور ایک ناپاک مخلوق کے طور پر متعارف کراتی ہے یا کم از کم ان کی کوئی مثبت تصویر پیش نہیں کرتی۔ظاہر ہے کہ یہ منفی رویے اس حقیقت کے علاوہ کہ معاشرے کے عظیم، فعال، طاقتور اور متحرک طبقے کو اس کے اصلی عنصر سے الگ کر دیتے ہیں، جوانوں میں ایک قسم کی مایوسی پیدا کرتی ہے اور یہ خود ان کی فکری اور اخلاقی انحرافات کی شکل گیری کے لئے زمینہ فراہم کرتا ہے۔اس تحقیق میں تحلیلی اور توصیفی طریقہ سے دین اسلام میں جوان اور جوانی کی اہمیت روایات کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔ معصومین علیہم السلام سے نقل شدہ اسلامی روایات میں جوانی کی اہمیت بہت زیادہ بیان ہوئی ہے تاکہ انسان اس قیمتی اور انمول خدادادی نعمت کو بہتر طریقے سے درک کرتے ہوئے اس اہم دور سے بہترین استفادہ حاصل کر سکیں۔

کلیدی الفاظ : نوجوان، جوان، جوانی کی اہمیت، جوانی کی خصوصیات ۔

---

[1]۔ اسلامک ریسرچ اسکالر، شعبہ فقہ تربیتی، استاد المصطفیٰ انٹر نیشنل یونیورسٹی، قم، ایران

مقدمہ:

جوان زندگی کے مختلف طریقوں کو آزمانے کے لئے جدوجہد اور تلاش کرتا ہے۔ یہی تلاش اسے مجبور کرتی ہے کہ لوگوں کے مختلف رویوں اور رفتار کی جانچ پڑتال کرے اور بہترین رفتار اور اقدار کا انتخاب کرے۔ جوانی کے دور میں انسان تکامل کے مرحلے میں پہنچتاہے، ذہانت بھی اپنی بلند ترین سطح پر پہنچ جاتی ہے۔ اس لئے جوان ہر چیز کو سیکھنے میں دلچسپی ظاہر کرتا ہے۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جوانوں کے دل کی نرمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تمام لوگوں کو ان کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کی تلقین کی ہے، فرماتے ہیں:(اوصیکُمْ بِالشُّبّانِ خَيْرا فَاِنَّهُمْ اَرَقُّ اَفئِدَة)[1]؛ میں آپ لوگوں کو جوانوں کے ساتھ نرمی برتنے کی سفارش کرتا ہوں، کیونکہ ان کا دل نرم ہوتا ہے۔ امام علی علیہ السلام کے نزدیک جوانی کی قدر اس کے کھونے سے ہی معلوم ہوتی ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: شَيْئانِ لايَعْرِفُ فَضْلَهُما اِلّا مَنْ فَقَدَهُما؛ اَلشَبّابُ وَالْعافِيَةُ[2]؛ دو چیزیں ایسی ہیں جن کی قدر کوئی نہیں جانتا، جب تک کہ وہ ان کو کھو نہ دے: جوانی اور صحت۔

مذہبی تعلیمات میں پاکیزگی کو جوانی کے دور کی خصوصیات میں سے ایک سمجھا جاتا ہے اور اس قیمتی دور کو تزکیہ نفس اور تقرب الہی کے لیے استعمال کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ روایات کی رو سے جوانوں کو چاہئے کہ وہ بڑھاپے اور مختلف دلی لگاؤ سے پہلے خود کو اچھے اخلاق سے مزین کریں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے:فَضلُ الشّابِّ العابِدِ الذی تَعَبَّدَ فی صِباهُ علی الشیخِ الذی تَعَبَّدَ بعدَ ما کبِرَت سِنُّهُ کفَضلِ المُرسَلِينَ علی سائرِ الناسِ[3]؛ ایک عابد جوان کی فضیلت جس نے جوانی میں بندگی کی راہ انتخاب کی ہو اس عمر رسیدہ عابد سے زیادہ ہے جو اپنی عمر گزارنے کے بعد بڑھاپے میں عبادت کی طرف متوجہ ہوا ہو، جس طرح خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے رسولوں کو دوسرے تمام لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔

دوسری طرف بعض روایات میں، ہمارے دینی رہنما جوانوں سے چاہتے ہیں کہ وہ سیکھنے کا موقع ضائع نہ کریں، کیونکہ جوانی میں سیکھنے کی ارزش اور قدر کا موازنہ استحکام اور دوام کے لحاظ سے زندگی کے دوسرے ادوار سے نہیں کیا جاسکتا۔ سیکھنے کے اعتبار سے جو فرق جوانی اور بڑھاپے میں موجود ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:مَن تَعَلَّمَ فی شَبابِهِ کانَ بِمَنزِلَهِ

---

[1]۔ شباب قریش، عبدالمتعال الصعیدی، ص۱

[2]۔ غرر الحکم ودرر الکلم، فصل ۴۲، ح۱۱

[3]۔ کنزالعمال، ج۱۵، ح۴۳۰۵۹

الوَشمِ فِی الحَجَرِ، ومَن تَعَلَّمَ وهُوَ کَبیرٌ کانَ بِمَنزِلَهِ الکِتابِ عَلی وَجهِ الماءِ[1]؛جوجوانی میں سیکھتاہےاس کاعلم پتھرپر کندہ کرنے جیساہے اور جوبڑاہونے کے بعد سیکھتاہے پانی پر لکھنے جیساہے۔

امام خمینی رہ جوانوں کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس روحی اور باطنی تصور کا اثر جوانی کے دنوں میں زیادہ بہتر حاصل ہوتا ہے، کیونکہ جوان دل نرم،سادہ اور زیادہ پاکیزہ ہوتا ہے۔[2] امام خمینی رہ کی نظر میں جوانوں کا مقام بہت بلند ہے۔ آپ جوانی کے ایام کو تزکیہ نفس کا بہترین موقع قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: جوانی کے دنوں میں قلبی اور باطنی تصور کا اثر زیادہ بہتر ہوتا ہے؛ کیونکہ جوان کا دل نرم اور سادہ ہوتا ہے اور اس کی پاکیزگی زیادہ ہوتی ہے۔[3] اس تحقیق میں تحلیلی اور توصیفی طریقہ سے دین اسلام میں جوان اور جوانی کی اہمیت روایات کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔ معصومین علیہم السلام سے نقل شدہ اسلامی روایات میں جوانی کی اہمیت بہت زیادہ بیان ہوئی ہے تاکہ انسان اس قیمتی اور انمول خدادادی نعمت کو بہتر طریقے سے درک کرتے ہوئے اس اہم دور سے بہترین استفادہ حاصل کرسکیں۔

مفہوم جوان

فارسی میں لفظ "جوان" کا مطلب ہر وہ چیز (انسان، حیوان اور پودا) ہے جس کی زندگی کا زیادہ حصہ نہ گزرا ہو۔[4] بعض کا خیال ہے کہ اس کی قطعی تعریف کرنا ناممکن ہے جبکہ بعض کے مطابق جوان اور جوانی کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ ماہرین اس بات پر متفق نہیں ہیں کہ عمر کا کونسا حصہ جوانی ہے ۔ اس لیے جوانی کی تعریف میں عمر اور زمان کے معیار کو نظر انداز کرکے دوسرے معیارات کی طرف جانا بہتر ہے۔ جوانی انسان کے طرز عمل، اصول، عادات اور خواہشات کا ایک مجموعہ ہے جو ہر فرد میں موجود ہو اسے جوان سمجھا جاتا ہے۔ مطالعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جوانی اور جوان کا تصور نسبی تصورات میں سے ہے، جن کی تعریف مختلف طریقوں اور نقطہ نظر کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ درحقیقت ہر کوئی کسی خاص مبنا کو مد نظر رکھتے ہوئے جوانی کو کسی خاص زمانے کے ساتھ مختص کرتا ہے۔ البتہ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ نوجوانوں کے امور کے منصوبہ سازوں اور پالیسی سازوں کے درمیان یہ اختلاف مختلف معاشروں میں بھی موجود رہا ہے اور وہ اپنے معاشروں کی خصوصیات اور ثقافتی اور سماجی

[1]۔ بحار الانوار، ج۱، ص ۲۲۲

[2]۔ چہل حدیث، ص ۴۹۹

[3]۔ چہل حدیث، ص ۴۹۹

[4] فرہنگ معین، ج۱، ذیل واژہ جوان.

عناصر کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے اہداف، پالیسیوں اور پروگراموں میں نوجوان اور جوان کے لیے مختلف حدود کا ذکر کیا ہے۔[1] ماہرین نفسیات کے درمیان بھی جوانی کی حد بندی کے بارے میں اتفاق رائے نہیں ہے۔ تاہم، جوانی کی حد بندی کے بارے میں تجویز کردہ نظریات میں سے ایک ۱۸ سے ۳۳ سال کی عمر کو جوانی قرار دیا ہے۔[2]

عربی زبان میں نوجوان اور جوان کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوئی ہے جیسے (مراہق) (غلام) (فتی) (شاب) وغیرہ۔

(مراہق) سے مراد وہ فرد ہے جو بلوغت کی عمر کو پہنچ چکا ہے یا نزدیک ہے۔

(غلام) سے مراد وہ فرد ہے جو ابھی تک بالغ نہیں ہوا ہے یا بلوغت کی عمر کو پہنچ چکا ہے۔

(فتی) سے مراد وہ انسان ہے جو بلوغت کی عمر کو پہنچ چکا ہے اور اس کا چہرہ تر و تازہ ہوتا ہے۔

(شاب) اس شخص کو کہتے ہیں جس کی عمر ۳۰ سے ۴۰ سال کے درمیان ہوتا ہے۔[3]

البتہ احادیث اور عربی نصوص میں اس کے خلاف بھے شواہد ملتے ہیں۔ بعض اسلامی نصوص کے مطابق جوانی کی حد بندی بلوغت سے تیس سال تک بیان کی ہے۔ امام صادق علیہ السلام ایک روایت میں فرماتے ہیں: (إِذَا زَادَ الرَّجُلُ عَلَي الثَّلَاثِينَ فَهُوَ كَهْلٌ وَ إِذَا زَادَ عَلَي الْأَرْبَعِينَ فَهُوَ شَيْخٌ)[4]

اگر کسی آدمی کا تیس سال مکمل ہو جائے تو اسے درمیانی عمر (ادھیڑ عمر) کہا جاتا ہے اور اگر کسی آدمی کا چالیس سال مکمل ہو جائے تو اسے شیخ (بوڑھا) کہا جاتا ہے۔ اس روایت کے مطابق جوانی کی انتہائی حد تیس سال ہے۔

جوانی کی ابتدا کے بارے میں سورہ یوسف میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: (وَ لَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْناهُ حُكْماً وَ عِلْماً وَ كَذلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنينَ)[5] جب وہ بڑا ہوا تو ہم نے اسے علم اور حکمت عطا کی اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ اس آیت کے مطابق بلوغت کے اختتام کو جوانی کا آغاز سمجھا جا سکتا ہے۔

---

[1] معاونت مطالعات و تحقیقات سازمان ملی جوانان، جوانان در نظام بین الملل، صص ۱۸ و ۱۹.

[2] محمود منصور، روان شناسی ژنتیک تحول روانی از تولد تا پیری، ص ۲۰۴.

[3] مجلسی، بحار الانوار، ج ۶۰، ص ۳۵۱۔

[4] حرّ عاملی، وسائل الشیعہ، ج ۷، ص ۳۰۲، ح ۹۴۱۱.

[5] یوسف، ۲۲۔

علامہ طباطبائی رہ "بلوغ اشد" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جوانی کاآغاز ہےاور یہ بات واضح ہے کہ چالیس سال جوانی کاآغاز نہیں ہے۔[1]

جوان اور جوانی کی اہمیت

پیغمبر اسلام ﷺ نے جوانوں کے دل کی نرمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تمام لوگوں کوان کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کی تلقین کی ہے، فرماتے ہیں: (اوصیکُمْ بِالشُّبّانِ خَیْرا فَاِنَّھُمْ اَرَقُّ اَفـئِدَۃ)[2] میں آپ لوگوں کو جوانوں کے ساتھ نرمی برتنے کی سفارش کرتا ہوں، کیونکہ ان کادل نرم ہوتا ہے۔

زندگی کے راستے پر چلنے اور اس کے نشیب وفراز سے گزرتے ہوئے انسان ایک کوہ پیما کی مانند ہے جوایک دن پہاڑ کی بلند ترین چوٹی پر پہنچنے کے لیے سخت راستوں کو عبور کرتا ہےاور دوسرے دن پہار کی چوٹی سے نچلی سطح تک دوبارہ واپس آجاتا ہے۔
فراز اور بلندی پر چلتے ہوئے، ہر روز جو اس کے پاس سے گزرتا ہے، اس کی بینائی وسیع تر ہوتی جاتی ہے اور وہ مزید نقطہ نظر کو دیکھتا ہے، اور جب وہ پہاڑ کی چوٹی پر قدم رکھتا ہے، تو وہ ہر جگہ دیکھ پاتا ہےاور انتہائی شاندار نظاروں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس جب وہ نشیب کی طرف اترنا شروع کر دیتا ہے تو ہر دن اس کی بینائی محدود ہو جاتا ہے اور دیکھنے کے مقامات یکے بعد دیگرے چھپ جاتے ہیں یہاں تک کہ تمام خوبصورت نظارے بالکل غائب ہو جاتے ہیں۔ جوانی کے ایام زندگی کے بلند ترین اور اعلیٰ ترین منزلیں ہیں۔ جوانوں کی نظر میں بہت سے خوبصورت ،خوشگوار اور دلکش نظارے موجود ہوتے ہیں۔ جوانوں کی روح امیدوں اور خوابوں سے لبریز اور محبت اور امید سے بھری ہوتی ہے۔
قرآن کریم نے زندگی کے تین اہم ادوار کا ذکر کیا ہے جن کی خصوصیات کمزوری، طاقت اور ثانوی کمزوری ہیں، جو بچپن، جوانی اور بڑھاپا ہیں۔ اسلامی نصوص میں جوانی کے بارے میں دو قسم کے محتوا قابل استفادہ ہیں۔ ایک: وہ روایتیں جو جوانی کی اہمیت اور قدر کو بیان کرتی ہیں۔ دوسرا: وہ روایات جن میں جوانی کی توصیف اور نوجوانوں کی جسمانی، جذباتی اور روحانی خصوصیات وغیرہ بیان ہوئی ہیں۔ دین اسلام میں جوانی کا زمانہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے جس کا انسانی زندگی کے کسی دوسرے دور سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔

---

[1] طباطبائی، محمد حسین، المیزان، ج ۱۱، ص ۱۵۸.

[2]۔ شباب قریش، عبدالمتعال الصعیدی، ص ۱

امام خمینی (رہ) جوانی کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

اپنی جوانی کی طاقت کو اپنے ہاتھوں ضائع ہونے نہ دیں کیونکہ جتنی جوانی کی طاقتیں ختم ہوتی جائی گی، انسان میں فاسد اخلاق صفات کی جڑیں اتنی ہی زیادہ ہوتی جائی گی۔۔۔ انسان میں جب تک جوانی کی طاقت موجود ہو، جب تک اس کی روح لطیف اور پاک ہو اور جب تک فساد کی جڑیں طاقتور نہ ہو وہ اپنی اصلاح کر سکتا ہے۔[1]

امام خمینی (رہ) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: جوانی کے دنوں میں قلبی اور باطنی تصور کا اثر زیادہ بہتر ہوتا ہے؛ کیونکہ جوان کا دل نرم اور سادہ ہوتا ہے اور اس کی پاکیزگی زیادہ ہوتی ہے۔[2]

جوانوں کے پختہ ارادے اور استقامت کو دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں: پیارے جوانوں، تم نے ثابت کر دیا کہ تم تمام طاقتوں کا مقابلہ کر سکتے ہو اور اپنے ملک کی حفاظت کر سکتے ہو۔[3]

جوانوں کے انحراف اور اس نسل کے ذہن میں بیگانہ ثقافت کے اثر اور نفوذ سے جوانوں کو آگاہ کرنے کی نصیحت امام رہ ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ دوسروں کی ثقافت سے یونیورسٹیوں کو پاک و پاکیزہ کرنے کی ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، امام تمام لوگوں، جوان نسل اور مسئولوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ یونیورسٹیوں کو مغرب اور مشرق زدگی اور انحراف کے خطرے سے بچانے کی کوشش کریں: میں پہلے مرحلے میں تمام نوجوانوں اور جوانوں کو اور دوسرے مرحلے میں ان کے والد، ماؤں اور دوستوں کو اور اگلے مرحلے میں ملک کی حفاظت کرنے والے مردوں، دانشوروں، دلسوز روشن فکروں کی حکومت کو وصیت کرتا ہوں کہ اس اہم معاملے (یونیورسٹیوں کو انحراف کے خطرے سے بچانا جو کہ آپ کے ملک کو نقصان سے بچاتا ہے) میں دل و جان سے کوشش کریں اور یونیورسٹیوں کو آنے والی نسلوں کے ہاتھ سونپ دیں۔[4]

رہبر معظم انقلاب جوانی کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

انہیں چاہیے کہ وہ جوانوں کے مسائل، جوانوں کی ضروریات اور نوجوانوں کے مستقبل کے لیے منصوبہ بندی کرنے کو اوّل درجہ کا اور سنجیدہ مسئلہ سمجھیں۔ جوانی ہر انسان کی زندگی کا ایک لاجواب، منفرد اور بے نظیر حصہ ہے۔ کسی بھی ملک میں جہاں نوجوانوں

---

[1] صحیفہ نور، ج ۷، ص ۲۱۱

[2]۔ چہل حدیث، ص ۴۹۹

[3]۔ صحیفہ نور، ج ۱۶، ص ۱۸

[4]۔ صحیفہ نور، ج ۱، ص ۱۸۵

اور نوجوانوں کے معاملے کو صحیح طریقے سے حل کیا جاتا ہے وہ ملک ترقی کی راہ میں بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے۔ اگر یہ ہمارے ملک جیسا ملک ہو جہاں نوجوان آبادی ملک کی کل آبادی کا ایک بڑا حصہ ہے تو یہ مسئلہ اور زیادہ اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے۔[1]

رہبر معظم امام خامنہ ای (مدظلہ العالی) فرماتے ہیں: جوان اپنی نئی شناخت بنانے کے مرحلے میں ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی نئی شخصیت کو پہچانا جائے۔[2]

رہبر معظم انقلاب جوانی کے دور کی خصوصیات کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

۱۔ نئی شخصیت:

جوان اپنی نئی شناخت بنا رہا ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی نئی شخصیت کو پہچانا جائے۔

۲۔ رغبت و انگیزہ اور جوش جذبہ:

ایک جوان میں احساسات اور کچھ انگیزے ہوتے ہیں، اس کی جسمانی اور روحی نشو و نما ہوتی ہے اور وہ ایک نئی دنیا میں قدم رکھتا ہے۔

۳۔ سوالات کرنا:

جوان کو بہت سے نامعلوم مسائل کا سامنا ہوتا ہے اور نئے مسائل اس کے لیے سوالات کھڑے کرتے ہیں۔

۴۔ توانائی سے بھرپور ہونا:

جوان محسوس کرتا ہے کہ اس میں مختلف قوتیں موجود ہیں۔ جسمانی اور فکری صلاحیتیں معجزے کر سکتی ہیں، پہاڑوں کو ہلا سکتی ہیں، لیکن جب انہیں لگتا ہے کہ ان صلاحیتوں کا استعمال نہیں ہو رہا تو وہ برا محسوس کرتے ہیں۔

۵۔ رہبر کی ضرورت:

جوانوں کو ایک نئی دنیا میں رہنے کے لیے جس کا انہوں نے تجربہ نہیں کیا ہوا ہوتا ہے رہنمائی اور فکری مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ رہبر معظم نے ایرانی جوانوں کے بارے میں فرمایا: میرا یقین ہے کہ ایرانی جوان مومن، پاک دامن، پاکیزہ جواہر ہیں، دینی پس منظر رکھتے ہیں اور معنوی پہلوؤں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ جوان، حضرت علیؑ کو اپنا رول ماڈل بنائیں: جوانی میں امیر المومنین علیؑ کی شان و شوکت ایک لازوال مثال ہے جسے تمام جوان اپنا رول ماڈل بنا سکتے ہیں۔ مکہ میں اپنی جوانی کے دوران، آپؑ ایک بے لوث انسان، ایک ذہین انسان، ایک فعال جوان، ایک سرکردہ جوان اور ایک پیش قدم جوان تھے۔ مدینہ

---

[1] کیہان، ۱۳/۸/۷۵ ۱۳۔

[2]۔ مقام معظم رہبری، دیدار با جوانان، کیہان ۹ ۷ /۱۳/ ۱/۲

کے دور میں آپ علیہ السلام فوج کے کمانڈر تھے، باہوش، جوان مرد اور بہت سخی تھے۔ حکومتی اور سماجی مسائل کے میدان میں ایک کامیاب جوان تھے۔[1]

اس تحقیق میں ہم جوان، جوانی کی اہمیت اور اس دور کی اہم خصوصیات معصومین علیہم السلام کے کلمات کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کریں گے اور ان سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کریں گے کہ کس طرح اسلامی روایات میں معصومین علیہم السلام نے ہمیں اس دور کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے؟ اور کس طرح جوانوں کے قیمتی پہلوؤں کو متعارف کروایا ہے؟

۱۔ جوان، خداوند متعال کی سب سے پیاری تخلیق

بعض روایات کے مطابق خداوند متعال کی شیرین ترین مخلوق جوان فرزند اور تلخ ترین حادثہ جوان فرزند کی جدائی ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

(وَ قَالَ اِبْنُ أَبِي لَيْلَى لِلصَّادِقِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَيُّ شَيْءٍ أَحْلَى مِمَّا خَلَقَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَقَالَ «اَلْوَلَدُ اَلشَّابُّ» فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَمَرُّ مِمَّا خَلَقَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ «فَقْدُهُ» فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكُمْ حُجَجُ اَللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ)[2]

ابن ابی لیلیٰ (قاضی اہل سنت) نے امام صادق علیہ السلام سے کہا: خدا کی مخلوقات میں سے سب سے پیاری اور شیرین ترین مخلوق کون سی ہے؟ امام نے فرمایا: جوان بیٹا، اس نے پھر پوچھا: اللہ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ کڑوی مخلوق کون سی ہے؟ امام نے فرمایا: جوان بیٹے کی موت، تو ابن ابی لیلیٰ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کی امت پر اس کی طرف سے حجت ہیں (یعنی آپ ائمہ معصومین علیہم السلام خداوند متعال کے واجب الاتباع رہبر اور راہنما ہیں)

۲۔ جوانی، ایک مجہول فضیلت

امیر المومنین امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

قال علی علیہ‌السلام: (شَيْئانِ لايَعْرِفُ فَضْلَهُما اِلّا مَنْ فَقَدَهُما؛ اَلشَّبَّابُ وَالْعافِيَةُ)[3]

دو چیزیں ایسی ہیں جن کی قدر و قیمت کا کسی کو علم نہیں ہے جب تک کہ کوئی ان کو کھو نہ دے۔ ایک جوانی اور دوسری صحت۔

---

[1] مقام معظم رہبری، دیدار باجوانان، کیہان ۷۹/۱۳/۲/۱

[2] صدوق، من لایحضر الفقیہ، ج۱ص۱۸۸۔

[3] آمدی، غرر الحکم، ج۴، و۱۸۳، ش ۵۷۶۴۔

یہ بات بذات خود والدین اور مربی کی ذمہ داری کو بیان کرتی ہے کہ جوانوں کو عمر کے اس حصہ میں جوانی کی اہمیت اور فضیلت سے آشنا کریں کیونکہ جب تک اس کی اہمیت کا اندازہ اور علم نہ ہو تب تک انسان اس کی اہمیت اور قدر کو نہیں جانتا ہے اور زندگی کے اس اہم حصہ کو بیہودہ اور فضول کاموں میں صرف کردیتا ہے۔

۳۔ جوانی ایک بہترین و نایاب فرصت

جوانی، ایک اہم اور پرخطر دور ہے کیونکہ طاقت اور قدرت اس دور میں غالب رہتا ہے۔ صلاحیتوں اور رجحانات کو کس سمت میں لے کر جانا ہے اسی حساب سے اس کا مثبت یا منفی اثر پڑتا ہے۔

جوانی انسان کے لیے اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(یَا أَبَا ذَرٍّ اغْتَنِمْ خَمْساً قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَ صِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَ غِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَ فَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَ حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ)[1]

اے ابوذر! پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت شمار کرو: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، دولت کو غربت سے پہلے، سکون کو مصیبت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔

۴۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوانی سے لطف اندوز ہونے کے لئے دعا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ایک جوان صحابی عمرو بن خزائی جس نے آپ کے لئے پانی لایا اور آپ نے اس پانی کو پی لیا اور آپ اس جوان صحابی سے بہت خوش ہوئے تو آپ نے اس کے حق میں دعا کی اور فرمایا: (اللهم امتعه بشابه)[2] اے رب! اسے اپنی جوانی سے لطف اندوز کردے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام نوجوان اپنی جوانی سے فائدہ نہیں اٹھاتے، اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے اس نوجوان کے لیے دعا فرمائی۔ جوانی سے لطف اندوز ہونے کا کیا مطلب ہے؟ جوانی سے فائدہ اٹھانے کا مطلب ہر قسم کی جنسی خواہشات کی تسکین یا بیہودہ اور فضول سرگرمیوں میں جوانی کو ضائع کرنا، نہیں ہے اگر کوئی ایسا سمجھتے ہیں تو گویا وہ جوانی سے فائدہ مند نہیں ہو رہے ہیں۔ ایک اور بیان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو نوجوان اپنی پاکدامنی کی حفاظت کرتے ہوئے حرام قسم کی جنسی

---

[1] مجلسی، بحار الانوار، ج ۷۷، روایت ۳۔

[2] قمی، عباس، سفینہ البحار، ج ۲، ص ۲۶۰۔

لذتوں سے دور ہے تو خداوند متعال کے نزدیک اس کا ثواب بہتر صدیق کے برابر ہے۔جوانی سے ہی پاک دامن رہنا انبیاء کرام علیہم السلام کا شیوہ ہے ۔اللہ تعالیٰ نے بھی نوجوانوں اور جوانوں کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو بعنوان نمونہ پیش کیا ہے۔ جوانی سے لطف اندوز ہونے کا مطلب یہ ہے(أهرَمَ شَبابَهُ في طاعَةِ اللّه) یعنی اپنی جوانی کو خدا کی اطاعت کرتے ہوئے بڑھاپے تک پہنچانا۔

خدا کی اطاعت سے مراد فقط نماز پڑھنا نہیں ہے بلکہ اور بھی بہت ساری چیزیں اطاعت الٰہی کے مصادیق ہیں جن میں سے ایک ہر قسم کی گناہوں کو ترک کرنا ہے۔اپنی دامن کو پاک و پاکیزہ رکھنا بھی اطاعت الٰہی ہے۔ تعلیم حاصل کرنا، دوسروں کو علم سکھانا اور دوسروں کی خدمت کرنا یہ سب اطاعت الٰہی ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعای خیر کا اثر یہ ہوا کہ عمرو اسی سال کی عمر میں بھی جوانی کی صفات کے مالک تھے۔امام علی علیہ السلام کے خاص اصحاب میں آپ کا شمار ہوتا تھا اور آخر کار معاویہ کے کارندوں کے ہاتھوں گرفتار اور شہید ہوئے اور سر کو جسم سے الگ کرکے معاویہ کے لئے تحفے کے طور پر لے جایا گیا۔

جوانی سے لطف اندوز ہونے کے مقابلہ میں کبھی انسان عمر کے اس اہم اور قیمتی حصہ سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے اور ابتدا جوانی میں ہی اس دنیا سے چلے جاتے ہیں یا وہ جوانی سے بھرپور انداز میں لطف اندوز نہیں ہو سکتے جیساکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

(وَ قَالَ النَّبِيُّ (ص) مَنْ لَمْ يَتَوَرَّعْ فِي دِينِ اللَّهِ ابْتَلَاهُ اللَّهُ تَعَالَى بِثَلَاثِ خِصَالٍ إِمَّا أَنْ يُمِيتَهُ شَابّاً أَوْ يُوقِعَهُ فِي خِدْمَةِ السُّلْطَانِ أَوْ يُسْكِنَهُ فِي الرَّسَاتِيقِ)[1]

جو اللہ کے دین کے حوالے سے تقویٰ نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے ایک چیز میں مبتلا کر دیتا ہے :

۱۔جوانی میں موت ۲۔بادشاہ کی خدمتگار ۳۔گاؤں میں سکونت۔

۵۔ دیندار جوان، خداوند متعال کے لئے باعث فخر

انسانی روح کی بہترین معنوی رشد اور نشوونما کا وقت جوانی کے ایام ہے۔انبیاء کرام علیہم السلام جو وحی کو دریافت کرنے کی لیاقت رکھتے تھے اور مقام نبوت پر فائز ہوئے وہ سب کے سب اپنی جوانی کے ایام میں خداوند متعال کی حقیقی عبادت کی وجہ سے تھے۔

[1] المجلسی، بحار الانوار، ج۷۶، ص۱۵۶۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی اس پر تاکید فرمائی ہے، جہاں آپ فرماتے ہیں :
(انّ أحبّ الخلائق الی اللّه تعالی شابٌّ حدث السّنّ فی صورةٍ حسنةٍ جعل شبابه و ماله فی طاعة اللّه تعالی ذاک الّذی یباهی اللّه تعالی به ملائکته فیقول عبدی حقّاً)[1]

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز وہ کم عمر اور خوبصورت جوان ہے جو اپنی جوانی اور خوبصورتی کو خداوند متعال کی اطاعت اور بندگی میں صرف کرتا ہے۔خداوند متعال اپنے برتر فرشتوں کے سامنے اس جوان پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ میرا سچا بندہ ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام دوسروں سے زیادہ اپنے قول پر عمل کرتے تھے۔آپ جوانی میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔آپ فرماتے ہیں: (اجتهدت فی العبادة و انا شابٌّ فقال لی أبی یا بنیّ دون ما أراک تصنع فانّ اللّه عزّ وجلّ اذا أحبّ عبداً رضی عنه بالیسیر)[2]

میں بچپن میں عبادت کی خاطر بہت سعی و کوشش کرتا تھا میرے والد بزرگوار نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! جو کچھ عبادت بجالا رہے ہو اس میں کمی کردو، کیونکہ اگر خداوند متعال کسی بندے سے محبت کرے تو تھوڑی سی عبادت پر بھی اس سے راضی ہو جاتا ہے۔

خداوند متعال کی عبادت میں مصروف بندوں کے اس ہجوم میں سے خداوند متعال جوان عابد کی عبادت پر فرشتوں پر فخر و مباہات کرتا ہے۔ جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روایت میں فرماتے ہیں :

(قال رسول اللّه صلي الله عليه و آله : إنَّ اللّهَ تَعالى يُباهي بِالشّابِّ العابِدِ المَلائِكَة ، يَقولُ : اُنظُروا إلى عَبدي ! تَرَكَ شَهوَتَهُ مِن أجلي)[3]

اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے عبادت گزار جوان پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: میرے بندے کو دیکھو۔اس نے میرے لیے اپنی خواہشات نفسانی کو ترک کر دیا ہے۔

انسانی زندگی کا سب سے حساس مرحلہ جوانی ہے، جس میں انسانی زندگی کی ۱۵ سے ۳۵ سال کی عمریں شامل ہیں، اس مرحلے میں انسان بچگانہ حالات یا بچپن کے ایام کے تصور کو چھوڑ کر زندگی کے حقیقی اور واقعی ماحول میں داخل ہوتا ہے۔انسان کی باطنی

---

۱ اعلام الدین، حسن دیلمی، قم مؤسسہ آل البیت، ص ۱۲۰.
۲ کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۸۷، ح ۵.
۳ تقی ہندی، علی بن حسام الدین، کنزالعمال، ج ۱۵، ص ۷۷۶، ش ۴۳۰۵۷۔

قوتیں رشد کر لیتی ہے اور شہوت اور غضب آخری مراحل میں داخل ہوتا ہے جہاں عقل کی طاقت سے ان کا ٹکراو علنی ہو جاتا ہے۔ البتہ بچپن اور جوانی کی تعلیمات زندگی کے اس مرحلے میں بھی انسان کی مدد کر سکتی ہیں۔ لیکن ایسی تعلیمات کا صحیح اثر نہیں ہو سکتا اور وہ مضبوط کردار ادا نہیں کر سکتے اگر انہیں مذہبی عقائد کے ساتھ محکم اور مضبوط نہ کیا گیا ہو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(رسول اللّه صلي الله عليه و آله : فَضلُ الشّابِّ العابِدِ الَّذي تَعَبَّدَ في صِباهُ عَلَى الشَّيخِ الَّذي تَعَبَّدَ بَعدَ ما كَبُرَت سِنُّهُ كَفَضلِ المُرسَلينَ عَلى سائِرِ النّاسِ)[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوانی میں عبادت کی طرف متوجہ ہونے والے نوجوان کی فضیلت اس بوڑھے پر جو جوانی کے ایام گزرنے کے بعد خدا کی عبادت کو اپنا پیشہ بنالیا ہے اس طرح ہے جیسے انبیاء علیہم لسلام کو دوسرے انسانوں پر فضیلت حاصل ہے۔

۶۔ جوانی، نئی ذمہ داری قبول کرنے کا زمانہ

نوجوانوں کی مسئولیت پذیری خود فرد میں ایک قسم کی روحانی، ذہنی، فکری اور جسمانی تبدیلی کی طرف اشارہ کرتی ہے جس نے زندگی کے اس دور کو دوسرے ادوار پر فوقیت دی ہے۔

(نَوَادِرُ اَلرَّاوَنْدِيِّ ، بِإِسْنَادِهِ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ :تَجِبُ اَلصَّلاَةُ عَلَى اَلصَّبِيِّ إِذَا عَقَلَ وَ اَلصَّوْمُ إِذَا أَطَاقَ والحدود اذا احتلم)[2]

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: جب بچہ ذہنی بلوغت کو پہنچ جائے اور قدرت رکھتا ہو تو اس پر نماز اور روزہ واجب ہو جاتا ہے اور جب بچہ جسمانی بلوغت کو پہنچ جائے تو اس پر حد (اور گناہ کی سزا) عائد کر دی جائے گی۔

۷۔ قیامت کے دن جوانی کے بارے میں سوال

قیامت کے دن انسان سے مخصوصا جوانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس نے اس قیمتی وقت کو کس چیز میں صرف کر دیا ہے؟

---

[1] متقی ہندی، علی بن حسام الدین، کنزالعمال، ج۱۵، ص۷۷۶، ش۵۹-۴۳۔

[2] مجلسی، بحار الانوار، ۸۸، و۱۳۲۔

(قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ :لاَ تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ أَرْبَعٍ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ وَ عَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلاَهُ وَ عَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اِكْتَسَبَهُ وَ فِيمَا أَنْفَقَهُ وَ عَنْ حُبِّنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ)[1]

ابو اسحاق بن موسیٰ بن جعفر اپنے والد سے اور وہ اپنے باپ دادا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن بندہ ایک قدم بھی نہیں اٹھاسکے گا جب تک کہ اس سے چار چیزوں کے بارے میں نہ پوچھا جائے: ۱۔ عمر کے بارے میں ۲۔ جوانی کے بارے میں ۳۔ مال کے بارے میں ۴۔ اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ محبت کے بارے میں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

(الإمام الصادق عليه السلام ـ كانَ فيما وَعَظَ بِهِ لُقمانُ ابنَهُ ـ :وَاعلَم أنَّكَ سَتُسأَلُ غدا إذا وَقَفتَ بَينَ يَدَيِ اللّه عز و جل عَن أربَعٍ : شَبابِكَ فيما أبلَيتَهُ ، وعُمُرِكَ فيما أفنَيتَهُ ، ومالِكَ مِمَّا اكتَسَبتَهُ وفيما أنفقتَهُ ، فتَأَهَّبْ لِذلِكَ وأعِدَّ لَهُ جَوابا)[2]

حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:: جان لو کہ کل جب تم خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے تو تم سے چار چیزوں کے بارے میں پوچھا جائے گا: ۱۔ تم نے اپنی جوانی کہاں صرف کی؟ ۲۔ اپنی زندگی کہاں گزار دی؟ ۳۔ اپنی دولت کو کہاں سے حاصل کی؟ ۴۔ اور اسے کہاں خرچ کیا؟

ان روایات سے جوانی کی اہمیت کے بارے میں جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کے سوال کا مطلب یہ ہے کہ جوانی کو انسان کے کل عمر کے برابر قرار دیا ہے گویا انسان کی پوری زندگی ایک طرف اور اس کی جوانی دوسری طرف۔

۸۔ نیک لوگ اور نیکی کا جوان کی شکل میں مجسم ہونا

نیک لوگ جوان نما ہوتے ہیں اور آخرت میں اچھے، نیک لوگ اور نیکیاں جوان کی شکل میں مجسم ہو جائیں گے۔ اعمال صالحہ اور نیکیوں کا اجر قیامت کے دن حور العین اور خوبصورت بندوں کی شکل میں مجسم ہو کر محشر میں ظاہر ہونگے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] خصال، ج۱، ۲۵۳، ح۱۷، ۳۱۵۹

[2] کلینی، کافی، ج۲، ص۱۳۵۔

(إنَّ اَحَبَّ الخَلائِقِ إلَى اللّه ـشابٌّ حَدَثُ السِّنِّ في صُورَةٍ حَسَنَةٍ جَعَلَ شَبابَهُ و جَمالَهُ لِلّهِ و فِي طاعَتِهِ ذلِكَ الَّذي يُباهِي بِهِ الرَّحمنُ مَلائكتَهَ يَقولُ : هذا عَبدِي حَقّا)[1]

اللہ کے نزدیک مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب وہ خوبصورت نوجوان ہے جو اپنی جوانی اور حسن کو اللہ اور اس کی اطاعت کی راہ بسر کرتا ہے۔ اللہ تعالی ایسے جوان کے وجود پر فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے: یہ میرا سچا بندہ ہے۔
امام زمان (عج) بھی ایک جوان کی شکل میں ظہور فرمائیں گے[2] اور امام زمان (عج) کے اصحاب وانصار بھی سب جوان ہوں گے۔
(قال الإمام علي عليه السلام : أصحابُ المَهدِيِّ شَبابٌ لا كُهولٌ فيهِم إلاّ مِثلَ كُحلِ العَينِ وَالمِلحِ فِي الزّادِ وَأقَلُّ الزّادِ المِلحُ)[3]

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: مہدی (عج) کے اصحاب جوان ہیں اور بوڑھے ان میں سے تھوڑے ہیں جیسے آنکھ میں سرمہ اور زادراہ میں نمک، کیونکہ مسافر کا سب سے کم زاد راہ نمک ہے۔

خداوند متعال نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو جوانی میں ہی مبعوث کیا ہے۔[4] اسی طرح اہل بہشت سب کے سب جوان ہوں گے۔[5] روایت کے مطابق امام حسن اور امام حسین علیہما السلام جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ اَلْجَنَّةِ)[6]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(تعلموا القرآن فانه يأتى يوم القيامة صاحبه فى صورة شاب جميل.....)[7]

قرآن سیکھو، کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے پاس خوبصورت جوان کی صورت میں مجسم ہو کر آئے گا۔

---

[1] متقی ہندی، کنز العمال، ج۱۵، و۷۸۵، ش ۴۳۱۰۳۔
[2] مجلسی، بحار الانوار، ج۵۲، و۲۸۷۔
[3] نعمانی، محمد بن ابراہیم، الغیبہ، ص۳۱۶۔
[4] متقی ہندی، کنز العمال، ج۱۱، و۴۷۵، ش ۳۲۲۳۳۔
[5] ایضا، ۳۴۴۔

[7] کافی، کلینی، ج۶، ص۳۹۹۔

۹۔ خوش اخلاق نوجوان معاشرے کا پوشیدہ خزانہ

نوجوانوں کے مستقبل کے لیے منصوبہ بندی کرنا گویا اجتماعی اہداف اور مقاصد کو عظیم انسانی منابع سے استفادہ کرنے کے لئے منصوبہ بندی سمجھا جاتا ہے۔ دینی منابع میں جوان اور جوانی کو نہایت قیمتی اور بے نظیر دور کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ والدین اور ذمہ دار افراد جوانوں کے لئے اس عرصہ میں بہترین منصوبہ بندی کر کے معاشرے کی حفاظت کر سکتی ہے۔

نوجوانوں کے لیے منصوبہ بندی کو سماجی اہداف اور نظریات کو حاصل کرنے اور معاشروں کے مستقبل کو یقینی بنانے کے لیے بڑے انسانی وسائل کے حصول کے لئے منصوبہ بندی سمجھا جاتا ہے۔

اسلامی نصوص میں اس نکتے پر بہت زیادہ توجہ دی گئ ہے کہ اولا: کوئی بھی وسیلہ یا سرمایہ انسانی سرمائے کے برابر نہیں ہے۔ ثانیا: انسانی سرمایہ صرف ان کی جسمانی طاقت تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ بعض اوقات ہماری نظر میں کم سے کم چیز بھی دراصل قیمتی ترین سرمایہ ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک شخص کی زندگی کے مواقع اور لمحات سب سے نمایاں ذرائع میں سے ہیں، اور اس لیے فرصت کے لمحات میں بھی اس طرح سے صحیح پروگرام بنانا چاہیے جو فرد اور معاشرے کی سعادت کا باعث بنے دینی متون میں جوان اور جوانی کو ایک قیمتی اور باارزش ترین دور کے طور پر ذکر کیا ہے جس کے لئے مناسب منصوبہ بندی کر کے ایک معاشرے کی مکمل حفاظت کر سکتی ہے۔ جوان معاشرے کا بہت ہی قیمتی خزانہ اور اثاثہ شمار ہوتا ہے۔ اگر ہم جوانوں کی تعلیم و تربیت میں کامیاب ہو جائے تو معاشرے کے لیے خوشی، سعادت اور خوشحالی کے دروازے کھل جاتے ہیں لیکن اگر خدانخواستہ اس اہم مسئلہ کو نظرانداز کرے اور جوانوں کے مزاج اور رویے مذہبی معیارات کے مطابق نہ ہوں تو یقینا وہ معاشرہ بدبختی کی طرف گامزن ہوگا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام ایک روایت میں فرماتے ہیں: (اِعْلَمی اَنَّ الشّابَّ الْحَسَنَ الْخُلُقِ مِفْتاحٌ لِلْخَیرِ ، مِغْلاقٌ لِلشَّرِّ وَ اِنَّالشّابَّ الشَّحیحَ الْخُلُقِ مِغْلاقٌ لِلْخَیرِ مِفْتاحٌ لِلشَّرِّ)[1]

جان لو کہ خوش اخلاق جوان اچھی چیزوں کی کنجی اور برے کاموں کے لئے تالا ہے اور بد اخلاق جوان اچھی باتوں کے لئے تالا اور بری چیزوں کی کنجی ہے۔

---

[1] امالی طوسی، ص ۳۰۲، ح ۵۹۸۔

۱۰۔ خداوند متعال کی رحمت اور لطف شامل حال ہونا

جوانوں پر خدا کی رحمت اور فضل اس قدر وسیع ہے کہ وہ اس دور میں بعض انسانی خطاؤں اور گناہوں کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔
امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

(فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .....يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَ مَا عَلِمْتَ أَنَّ اَللَّهَ تَعَالَى يُكْرِمُ اَلشَّبَابَ مِنْكُمْ وَ يَسْتَحْيِي مِنَ اَلْكُهُولِ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَكَيْفَ يُكْرِمُ اَلشَّبَابَ وَ يَسْتَحْيِي مِنَ اَلْكُهُولِ فَقَالَ يُكْرِمُ اَللَّهُ اَلشَّبَابَ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ وَ يَسْتَحْيِي مِنَ اَلْكُهُولِ أَنْ يُحَاسِبَهُمْ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَذَا لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِأَهْلِ اَلتَّوْحِيدِ قَالَ فَقَالَ لاَ وَ اَللَّهِ إِلاَّ لَكُمْ خَاصَّةً دُونَ اَلْعَالَمِ ....)[1]

اے ابا محمد {ابو بصیر} کیا تم نہیں جانتے کہ خدا تمہارے جوانوں کی عزت کرتا ہے اور تمہارے بوڑھوں سے حیا محسوس کرتا ہے؟ میں نے کہا: قربان ہو جاوں، خداوند متعال کس طرح جوانوں کی عزت اور بوڑھے افراد سے حیا کرتا ہے۔ امام نے فرمایا: جوانوں کو عذاب ترک کرکے احترام کرتا ہے اور بوڑھے افراد سے حساب وکتاب لینے سے حیا کرتا ہے میں نے کہا: میں آپ پر فدا ہو جاوں، یہ عمل صرف شیعوں کے ساتھ مختص ہے یا تمام اہل توحید کے لئے بھی ہے؟ امام نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم، یہ دوسرے افراد کے ساتھ مختص نہیں بلکہ صرف اور صرف شیعوں کے ساتھ مختص ہے۔

نوجوانوں کے ساتھ برتاؤ میں ہمیشہ ان کی عزت و تکریم اور ان کی شخصیت کا خیال رکھنا چاہیے۔

---

[1] الکلینی، اصول کافی، ج۸، ص ۳۳

نتیجہ

جوان اور جوانی کے بارے میں دین اسلام کا نظریہ حق اور حقیقت پر مبنی ہے۔ اسلام جوانوں کے کچھ ایسی خصوصیات کو جنہیں ہم منفی سمجھتے ہیں، جوانی کے دور کے لیے مناسب اور ضروری سمجھتا ہے لیکن ان خصوصیات کی یقیناً رہنمائی اور تربیت کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ خصوصیات مقطعی اور عرضی ہیں اور ایسا ہرگز نہیں ہیں کہ یہ خصوصیات زندگی کے اختتام تک ہمیشہ جوانوں کے ساتھ رہیں۔

جوانی اگرچہ ایک نامعلوم فضیلت ہے لیکن غنیمت یہ ہے کہ انسان اس قیمتی چیز کی قدر و قیمت کو سمجھنے کی کوشش کرے اور اس سے کماحقہ فائدہ اٹھائے۔ دینی متون میں اس مجہول فضیلت کو ایک خزانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جوان کی آرزو یہ ہونا چاہیے کہ وہ اس خزانہ کی قدر و قیمت کو سمجھے اور اس خزانے سے فائدہ اٹھائے۔ جوانوں کو ذمہ داری دے کر اور ان کی حق میں دعا کرنے سے کے وہ اس قیمتی خزانے کو زیادہ سمجھ سکتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ جوانی کے دور کی خصوصیات ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور ایک دوسرے کی تشکیل اور تکمیل کی بنیاد بنتی ہیں۔

منابع :

قرآن کریم

نہج البلاغہ

۱. ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۳۸۷۔

۲. ابن ادریس حلی، محمد، مستطرفات السرائر، قم، جامعہ مدرسین، ۱۴۱۱ق۔

۳. اعلام الدین، حسن دیلمی، قم مؤسسہ آل البیت،

۴. آمدی، غرر الحکم، دار الکتاب، قم، بی تا۔

۵. بحار الانوار، محمد باقر مجلسی، بیروت، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۳ق۔

۶. بستانی، محمود، اسلام و روان شناسی، ترجمہ محمود ہویشم، مشہد، انتشارات آستان قدس رضوی، ۱۳۷۲۔

۷. بیانات مقام معظم رہبری حضرت آیۃ اللہ خامنہ ای، دیدار با جوانان، کیہان، ۱۰/۸/۱۳۷۹

۸. جوان از نظر عقل واحساسات، محمد تقی فلسفی، تہران، دفتر نشر فرہنگ اسلامی، ۱۳۷۸۔

۹. حاجی دہ آبادی، حسینی زادہ، بررسی مسائل تربیتی جوانان در روایت، ص ۳۲۔

۱۰. حاکم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین ، بیروت، دار التب العلمیہ، ۱۴۱۱ق۔

۱۱. حرّ عاملی، محمد بن حسن، تفصیل وسائل الشیعۃ إلی تحصیل مسائل الشریعۃ، قم، مؤسسۃ آل البیت : ، چاپ اول، ۱۴۰۹ھ.ق.

۱۲. خمینی، روح اللہ، چہل حدیث، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی رہ، ۱۳۷۴۔

۱۳. دہخدا، علی اکبر، لغت نامہ دہخدا، تہران، دانشگاہ تہران، چاپ دوم، ۱۳۷۷.

۱۴. رضائی اصفہانی، محمد علی، تفسیر موضوعی میان رشتہ ای قرآن وعلوم، تہران، نشر تلاوت، ۱۳۹۴

۱۵. شرح غرر الحکم ودرر الکلم، جمال الدین محمد خوانساری، دانشگاہ تہران، ۱۳۶۰۔

۱۶. شرح نہج البلاغہ ، ابن ابی الحدید، دار احیاء التراث العربی، ۱۳۸۵ق۔

۱۷. شہید مرتضی مطہری، تعلیم وتربیت، تہران صدرا، ۱۳۸۳

۱۸. صدوق، من لایحضر الفقیہ، قم، جامعہ مدرسین، حوزہ علمیہ ، ۱۴۰۵ق

۱۹. صدوق، ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین، علل الشرائع، بیروت، دار الاحیاء التراث العربی، ۱۳۸۵ق۔

۲۰. طباطبائی، محمد حسین، المیزان، ترجمہ : محمد باقر موسوی ہمدانی، قم، انتشارات اسلامی، ۱۳۷۴.

۲۱. طوسی، ابی جعفر محمد بن حسن، امالی، قم، دار الثقافہ ، ۱۴۱۴ق۔

۲۲. فیروز اللغات اردو جامع لاہور (فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ) ۳۵۴۔

۲۳. قمی، عباس، سفینۃ البحار، تہران، فراہانی، بی تا۔
۲۴. کلینی، محمد بن یعقوب بن اسحاق، الکافی، تہران، دارالکتب الاِسلامیۃ، چاپ چہارم، ۱۴۰۷ھ.ق.
۲۵. متقی ہندی، علی بن حسام الدین، کنزالعمال، بیروت، موسسہ الرسالۃ، ۱۴۰۹ق۔
۲۶. مجلسی، محمد باقر، بحارالانوار، تہران، دارالکتب الاسلامیہ، بی تا.
۲۷. محب، رضا۔ تربیت، سہ ماہی سماجی، دینی، تحقیقی مجلّہ نور معرفت، جلد ۱۰ شمارہ ۴۵ (۲۰۱۹ عیسوی)، ۲۸
۲۸. محمدی ری شہری، حکمت نامہ جوان، قم، دارالحدیث، ۱۳۸۴۔
۲۹. محمود منصور، روان شناسی ژنتیک تحول روانی از تولد تا پیری، ص ۲۰۴.
۳۰. معاونت مطالعات و تحقیقات سازمان ملی جوانان، جوانان در نظام بین الملل، تہران، سازمان ملی جوانان، ۱۳۸۷.
۳۱. معین، محمد، فرہنگ فارسی، جلد۱، (تہران، انتشارات کبیر، ۱۳۶۰، شمسی) ۱۰۶۳۔
۳۲. منصور، محمود، روان شناسی ژنتیک، تحول روانی از تولد تا پیری، تہران، رشد، ۱۳۷۴.
۳۳. نعمانی، محمد بن ابراہیم، الغیبہ، تہران، مکتبہ الصدوق، بی تا۔
۳۴. ورام، الزاہد ابوالحسین، تنبیہ الخواطر ونزہۃ النواظر، تہران، دارالکتب العلمیہ، ۱۳۶۸۔